Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:11 (1976)

ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی

(ایک اجمالی تعارف)

بزمی انصاری

غیر منقسم ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں نے بڑی جدوجہد اور اَن گنت قربانیوں کے بعد اپنی ایک آزاد و خود مختار مملکت حاصل کی جسے پاکستان کا نام دیا گیا۔ پروفیسر کینٹ ول اسمتھ کے الفاظ میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ہمارے زمانہ میں ہندی اسلام کی عظیم، مہتم بالشان اور قریب قریب متفق علیہ دینی تشکیل و تعبیر کا نام پاکستان ہے اور اس ریاست کا قیام اسلام کا ایک عملی مظاہرہ ہے۔ درحقیقت اسلام ہی پاکستان کی سیاسی، معاشرتی، اقتصادی، نظریاتی اور مذہبی عمارت کی خشتِ اوّل ہے۔ اسلام کے بغیر پاکستان کا تصوّر محال ہے۔ گویا اسلام اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں۔

قیامِ پاکستان کے وقت اور اس کے بعد اس نوزائیدہ ریاست کو جن مشکلات اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اب وہ تاریخ کے اوراق کی زینت ہیں۔ جونہی مصیبت کے ایام گزرے اور قدرے اطمینان کی صورت پیدا ہوئی، سنجیدہ، متین اور غور و فکر کرنے کے عادی حلقوں میں یہ سوال گردش کرنے لگا کہ پاکستان کو کس نوع کی ریاست کی حیثیت سے عالمِ اسلام میں خصوصاً اور اقوامِ عالم میں عموماً متعارف کرایا جائے یعنی پاکستان کا آئینی ڈھانچہ کن خطوط پر استوار کیا جائے حتیٰ کہ یہ سوال پاکستان کی حدود پھاند کر مغرب کے ان حلقوں تک جا پہنچا جو پاکستان کو اسلام کے ایک معمل کی حیثیت سے واقعات و حالات اور آئندہ کے تصوّرات کی کسوٹی پر پرکھنے کے متمنی تھے۔ ان کی نظروں میں ایران، عراق، مصر، شام، ترکی اور دیگر ممالک اسلامیہ کا نقشہ پوری آب و تاب

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

اور صراحت کے ساتھ موجود تھا۔ وہ بڑے غور سے ان تمام سوانح و حوادث کا مطالعہ کر رہے تھے جو پاکستان کے سیاسی اور مذہبی حلقوں میں ظہور پذیر ہو رہے تھے اور اس کے باشندوں کے مستقبل پر اثر انداز ہونے والے تھے۔

پاکستان کے ابتدائی اور اساسی دَور کے حکمرانوں اور ارباب اقتدار کو بھی یہ احساس شدّت سے تھا کہ یہ نوزائیدہ آزاد و خود مختار ریاست اسلام کے نام پر حاصل کی گئی ہے اور اس کی آئینی تشکیل اسلام کے بنیادی اصولوں پر ہی ہوگی۔ اسی غرض سے پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خاں نے تعلیمات اسلامی بورڈ کے قیام کا اعلان کیا جس کے صدر علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم اور ارکان میں مفتی محمد شفیع، ڈاکٹر محمد حمید اللہ (حال مقیم پیرس) اور مفتی جعفر حسین شامل تھے۔ اس کے سیکرٹری جناب ظفر احمد انصاری (حال ایم۔ این۔ اے) مقرر کئے گئے۔ بعض وجوہ کی بنا پر اس بورڈ کی رپورٹ شائع نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی اس کی مرتب کردہ سفارشات پر عمل کیا گیا۔ نظریاتی اختلافات کے باوجود ارباب دانش و اختیار برابر اس کوشش میں لگے رہے کہ پاکستان کا آئین اسلامی اقدار پر مرتب کیا جائے اور یہ انہی اقدار کا آئینہ دار بھی ہو۔

اسی خیال کے پیش نظر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (سابق وائس چانسلر، کراچی یونیورسٹی) نے جو اس زمانہ میں وزیر تعلیم کے عہدہ پر فائز تھے اور آئین ساز اسمبلی کے رکن اور اس کی مقرر کردہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کے ممبر بھی تھے ۱۹۵۴ء میں یہ فیصلہ کیا کہ تعلیماتِ اسلامی بورڈ کی جگہ جو سیّد سلیمان ندوی کے انتقال اور ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے منتقل طور پر پیرس چلے جانے کے باعث ختم کر دیا گیا تھا ایک نئے ادارہ کی تشکیل کی جائے جو مستقل بنیادوں پر عمل مسلسل و متواتر کے تحت وہی فرائض انجام دے جو تعلیماتِ اسلامی بورڈ کو تفویض کئے گئے تھے۔ بالآخر فروری ۱۹۵۴ء میں ڈاکٹر قریشی کے زیر صدارت پشاور میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں پاکستان کے جملہ پانچ صوبوں کی وزارت ہائے تعلیم کے افسران اعلیٰ کے علاوہ ملک کے مشہور مفکّر اور دانشور بھی شریک ہوئے۔ راقم الحروف اس اجلاس میں حکومتِ پاکستان کے افسر اطلاعات کی حیثیت سے موجود تھا اور پوری کارروائی کا عینی شاہد ہے۔ اس اجلاس میں کافی بحث و تمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ حکومتِ پاکستان کی وزارتِ تعلیمات

کے زیر اہتمام ایک آزاد اور خود مختار ادارہ قائم کیا جائے جس کا نام مرکزی ادارہ تحقیقات اسلامی یا CENTRAL INSTITUTE OF ISLAMIC RESEARCH رکھا جائے۔ یہ ادارہ اپنے جملہ فرائض اور تحقیقاتی مشاغل و امور میں کلیتہً آزاد و مختار ہوگا، صرف مالیاتی اعتبار سے وزارتِ تعلیمات اس کی نگرانی کرے گی۔ چند در چند وجوہ کی بنا پر جن میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کی وزارت سے علیحدگی شامل تھی۔ یہ ادارہ جلد قائم نہ ہوسکا۔ اسی دوران ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کولمبیا یونیورسٹی (نیویارک) میں "پاکستانیات" کے سفری پروفیسر کی حیثیت سے امریکہ چلے گئے۔ مرحوم ممتاز حسن نے اس ادارہ کے قیام میں بڑی دلچسپی کا اظہار کیا اور سیکرٹری وزارتِ مالیات کی حیثیت سے اس تجویز کو قول سے فعل میں تبدیل کرنے میں خاص اور قابل تعریف کردار ادا کیا۔ تمام دفتری اور انتظامی مراحل طے ہوجانے کے بعد بالآخر اکتوبر ۱۹۵۴ء میں مولانا عبدالعزیز میمن (سابق پروفیسر عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی و پنجاب یونیورسٹی) کا تقرر ادارہ کے پہلے منصرم کی حیثیت سے عمل میں آیا۔ ان کے فرائض میں ادارہ کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا کتب خانہ قائم کرنا شامل تھا۔ تاکہ تحقیقی کام کا آغاز کرنے سے قبل وہ مواد جمع کیا جاسکے جو اس نوع کے کام کے لئے ضروری تھا۔ مولانا عبدالعزیز میمن کو اسی غرض سے وزارتِ تعلیمات نے ممالک عربیہ بشمول ہندوستان کے سفر پر بھیجا تاکہ وہ گھوم پھر کر اور مختلف کتب خانوں میں جاکر ادارہ کے لئے بنیادی کتابیں فراہم کریں۔ مولانا میمن دو یا تین مرتبہ ان مہماتی سفروں پر گئے اور حق یہ ہے کہ انھوں نے اپنے تبحر علمی سے کام لے کر ادارہ کے کتب خانے کے لئے عمدہ سے عمدہ کتابیں جمع کرنے کی سعی بلیغ کی جن میں بعض بے حد کمیاب بلکہ نایاب نسخے شامل تھے۔ کتب خانہ کی دیکھ بھال کے لئے جناب ابوالقاسم محمد الانصاری (حال پروفیسر اسلامیات، کراچی یونیورسٹی) کا تقرر عمل میں آیا۔ اس دوران ادارہ کے کتب خانہ میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد انصاری صاحب کی جگہ مولوی عبدالقدوس ہاشمی ندوی کا تقرر ہوا اور وہ آج تک ادارہ کے کتب خانہ سے اس کے مہتمم اعلیٰ کی حیثیت سے وابستہ ہیں۔ اُس زمانہ میں ادارے کا دفتر بہادر آباد کراچی میں عالمگیر روڈ پر ایک کرایہ کی عمارت میں قائم تھا۔ راقم الحروف نے جب دائرۃ المعارف الاسلامیہ (طبع لائیڈن) کے لئے میر باقر داماد فلسفی شہیر پر اپنا مقالہ سپرد قلم کیا تو بعض امہات الکتب کے لئے ادارہ کے کتب خانہ سے رجوع کیا اور مولانا ندوی نے ملک کے دیگر کتب خانوں کے بعض تغافل شعار

اور تساہل پسند منصرم حضرات کے برعکس فراخدلی سے ہر قسم کی امداد فراہم کی اور بڑی خوش دلی اور فراخ حوصلگی کا مظاہرہ کیا۔ ایسے مستعد، علم دوست اور تعاون کیش کتابدار کے زیر نگرانی ادارہ کا بیمثال کتب خانہ دن دونی رات چوگنی ترقی کرنے لگا اور اس وقت اس کتب خانہ میں انگریزی، عربی، فارسی اور اُردو کی جدید مطبوعہ کتابوں کا ایک اچھا ذخیرہ موجود ہے جس کی ۶۰ فیصد کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ مخطوطات کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے جن میں زیادہ تر عربی زبان کے نادر اور منحصر بفرد نسخے ہیں اور جو بیشتر مائیکرو فلموں پر مشتمل ہیں۔ یہ نسخے مصر، مراکش، الجزائر، لیبیا، تیونس، عراق، شام، بیت المقدس وغیرہ کے کتب خانوں کی چھان بین کے بعد حاصل کئے گئے۔ اس غرض کے لئے ادارہ کا ایک دو رکنی وفد جو ڈاکٹر صغیر حسن معصومی (سابق ڈائرکٹر ادارہ) اور جناب خالد اسحٰق (سابق ایڈوکیٹ جنرل مغربی پاکستان) پر مشتمل تھا، یورپ اور ممالک عربیہ کی سیاحت کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اس وفد نے ادارہ کے کتب خانہ کو قلمی نایاب نسخوں کے عکس اور مائیکرو فلموں سے مالا مال کر دیا۔ علاّمہ احمد طحاوی کی "اختلاف الفقہا" جسے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی نے حال ہی میں دو جلدوں میں شائع کیا ہے[1] اور جسے ڈاکٹر صغیر حسن معصومی نے مرتب کیا ہے، انہی مخطوطات کے ایک نادر الوجود نسخے پر مبنی ہے۔ اس کتب خانہ میں جو علمی رسائل دنیا بھر سے موصول ہوئے ہیں ان کی کل تعداد ایک سو سے متجاوز ہے۔

سنہ ۱۹۶۰ء میں ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا تقرر پہلے کلی طور پر با اختیار اور ہمہ وقتی ڈائرکٹر کی حیثیت سے عمل میں آیا اور انہیں ادارہ کو باقاعدہ خطوط پر منظم کرنے کا فرض سونپا گیا۔ چنانچہ سنہ ۱۹۶۱ء کے اوائل میں ریسرچ عملہ کا تقرر عمل میں آیا اور کنیڈا اور امریکہ سے ڈاکٹر فضل الرحمٰن (سابق ڈائرکٹر ادارہ) اور ڈاکٹر اسمٰعیل راجی الفاروقی کو خاص طور سے بلا کر پروفیسر کی حیثیت سے مقرر کیا گیا۔ اسی دوران راقم الحروف کا تقرر بحیثیت مدیر مطبوعات عمل میں آیا۔ اس وقت تک ادارہ تنظیمِ نو کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد طے پایا کہ جب تک ادارہ کا ریسرچ اسٹاف خاص موضوعات پر اپنی تحقیقات کے نتائج مرتب کرے، ادارہ کی جانب سے ایک سہ ماہی تحقیقی مجلّہ کا اجراء کیا جائے۔

---

[1] اس کی ایک ہی جلد چھپی ہے، دوسری زیر طبع ہے اور عنقریب شائع ہو جائے گی۔

چنانچہ راقم الحروف نے یورپ، امریکہ، عالمِ اسلام اور ہندو پاکستان کے متعدد فضلاء اور علماء کو دعوت دی کہ وہ اس نئے مجلہ کے لئے اپنے رشحاتِ قلم اور نتائج تحقیقات عنایت فرمائیں۔ یورپ اور امریکہ کے چوٹی کے فضلاء نے ادارہ کے ترجمان مجلّہ کے لئے مقالات کا تانتا باندھ دیا جبکہ ہندو پاکستان اور عالمِ اسلام کے کسی قابلِ ذکر فاضل نے دعوت نامہ کا جواب تک دینا گوارا نہ کیا اور جو ایک آدھ مقالے موصول ہوئے وہ معیار سے فروتر پائے گئے۔

مقالات بھیجنے کے لئے فضلاءِ وقت کو جو دعوت نامے ادارہ کی جانب سے ارسال کئے گئے ان میں ادارہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے وقت یہ صراحت کر دی گئی تھی کہ اس ادارہ کا قیام بدیں غرض عمل میں آیا ہے کہ عصرِ جدید کے مسائل کا حل اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں تلاش کیا جائے۔ نیز مسلمانانِ پاکستان کو دیندار، سچے اور محبِ وطن مسلمانوں کی حیثیت سے زندگی گزارنے کے گر بتائے جائیں۔ بیرونِ ملک سے ایک استفسار کے جواب میں ادارہ کے اس وقت کے ڈائرکٹر جن کی حیثیت محرک و مجوزِ اوّل کی تھی، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں لکھا کہ اس ادارہ کا کام دارالافتاء کی حیثیت سے اپنے فرائض کو انجام دینا نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت محض ایک مشاورتی ادارہ کی ہوگی جو ان مسائل پر جن سے آج مسلمانانِ عالم بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان بالخصوص دوچار ہیں اسلامی تعلیمات اور فقہاء و علماء سلف کے فتاویٰ کی روشنی میں اپنی سوچی سمجھی ہوئی رائے کا اظہار کرے گا! اسی بنیادی اصول کو بعد میں باقاعدہ تسلیم کر کے قانونی اور آئینی شکل دے دی گئی اور آئین پاکستان محریہ ۱۹۶۲ء میں شامل ایک دفعہ کی رُو سے ایک اسلامی مشاورتی کونسل کا قیام عمل میں آیا۔ جس کو ادارہ ان موضوعات و مباحث یا مسوّدہ ہائے قوانین کے سلسلہ میں جو اسے حکومت کی جانب سے آئین ساز اسمبلی کے ذریعے بھیجے جائیں وقتاً فوقتاً مشورہ دینا رہے گا۔ چنانچہ اسلامی مشاورتی کونسل کی جانب سے جس کے ایک رکن خود ڈائرکٹر ادارہ باعتبارِ عہدہ ہوتے تھے کئی مسائل بھیجے گئے جن پر ادارہ کا ماہرانہ مشورہ طلب کیا گیا تھا۔ ان مسائل میں ربا خاص طور پر شامل تھا جو آج تک ایک تسلی بخش حل کی تلاش میں ہے۔

ادارہ کے انگریزی سہ ماہی مجلّہ "اسلامک اسٹڈیز" (ISLAMIC STUDIES) نے

جس کا راقم الحروف سب سے پہلا ایڈیٹر مقرر ہوا، بہت جلد اپنے گراں مایہ تحقیقی و علمی مقالات کے سبب علمی دنیا میں اپنا ایک خاص مقام پیدا کر لیا اور اکناف و اطراف عالم سے سربرآوردہ اور نامور فضلاء نے اس کے پہلے دو شماروں کے لئے اپنے وقیع اور بلند پایہ مقالات بھیجے اور ان شماروں پر جن حوصلہ افزاء خیالات و آراء کا اظہار کیا اور دنیا بھر کے وقیع علمی جرائد نے جو توصیفی کلمات اپنے اپنے تبصروں میں مجلہ کے لئے استعمال کئے ان کا خلاصہ ادارہ کی جانب سے ایک فولڈر کی شکل میں مدت ہوئی شائع ہو چکا ہے۔ جن مشاہیر فضلاء نے مجلہ کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار کیا، ان میں آنجہانی سر ہملٹن اے۔ آر۔ گب، آنجہانی جوزف شاخت، آنجہانی مارشل ہاجسن، پروفیسر برنارڈ لوئیس، پروفیسر اے۔ ایس۔ ٹرٹن، پروفیسر الفریڈ گیام، پروفیسر شارل پیلا، پروفیسر ہنری فارمر، پروفیسر منٹگمری وٹ، پروفیسر سی۔ ای۔ بوسورتھ، پروفیسر وی۔ منورسکی، پروفیسر آر۔ بی۔ سارجنٹ، آنجہانی پروفیسر آرتھر جے آربری، پروفیسر این میری شمل، پروفیسر سی۔ ایف۔ بکنگھم، پروفیسر جان میکڈانلڈ، پروفیسر کلاڈ کاہن، پروفیسر آر بلاشیر، پروفیسر رودی پاریٹ، پروفیسر برٹولڈ شپولر، پروفیسر اسکندر بوسانی وغیرہم شامل ہیں۔ اس مجلہ میں شائع شدہ مقالات کا حوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ (طبع لائیڈن) کے بیشتر مقالہ نگاروں نے اپنی اپنی تحریرات میں دیا ہے۔ اس کے علاوہ یورپ اور امریکہ سے شائع ہونے والی کئی کتابوں میں بھی اس کے مقالات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس سے اس مجلہ کے علمی پایہ کا اندازہ بآسانی ہو سکتا ہے۔ بحمد اللہ یہ مجلہ آج بھی جاری ہے اور برابر ادارہ کی ترجمانی کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

اس سہ ماہی مجلہ کے پہلو بہ پہلو اردو میں ایک ماہنامہ "فکر و نظر" کے نام سے جاری کیا گیا، تاکہ پاکستان و ہند کے مسلمان اور ان ممالک میں آباد مسلمان جہاں اردو سمجھی جاتی ہے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اسلامی افکار و آراء اور تعلیمات سے بہرہ مند ہو سکیں۔ مسلسل بارہ سال سے "فکر و نظر" یہ خدمت بحسن و خوبی انجام دے رہا ہے۔ اس کے سب سے پہلے مدیر جناب عمر احمد عثمانی (حال استاذ گورنمنٹ کالج فار بوائز، ناظم آباد کراچی) مقرر ہوئے۔ ان کے بعد یہ خدمت جناب قدرت اللہ فاطمی کے سپرد ہوئی۔ پھر کچھ عرصہ تک پروفیسر محمد سرور اور مولانا عبدالرحمٰن طاہر سورتی اس کے مدیر رہے۔ اب پانچ چھ سال سے ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی ادارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔[1]

---

[1] یکم فروری ۱۹۷۱ء کو میں ادارے سے منسلک ہوا اور فکر و نظر کی ادارت مجھے تفویض ہوئی (ایڈیٹر)

کچھ عرصہ کے بعد جب ادارہ نے کتابوں کی اشاعت کا عزم کیا تو راقم الحروف کو مدیر مطبوعات کے فرائض سپرد کئے گئے اور انگریزی مجلّہ کی ادارت جناب قدرت اللہ فاطمی (حال ڈائریکٹر۔ آر۔سی۔ڈی ریجنل انسٹی ٹیوٹ۔ اسلام آباد) کو تفویض کی گئی۔ راقم الحروف کی ادارت میں ادارہ کی جانب سے کئی کتابیں شائع ہوئیں جن میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی کتاب ISLAMIC METHODOLOGY IN HISTORY جناب مظہر الدین صدیقی کی کتاب QURANIC CONCEPT OF HISTORY پروفیسر جارج ابن عطیہ کی کتاب موسوم بہ AL-KINDI, THE PHILOSOPHER OF THE ARABS شامل ہیں۔ پروفیسر نکولس ریشر کی معرکہ آرا کتاب ALEXANDER AGAINST GALEN ON MOTION اصل عربی متن اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ راقم الحروف ہی کے دورِ ادارت میں اشاعت کے لئے منظور کی گئی۔ اگرچہ اس کی اشاعت کی نوبت میری ادارہ سے علیحدگی کے بعد پیش آئی۔ اس معرکہ آراء کتاب کا منحصر بفرد عربی متن نصفاً نصفاً ترکیہ کے ایک کتب خانہ اور کتب خانہ اسکوریال (میڈرڈ) سے الگ الگ اجزاء میں دستیاب ہوا جسے کمال عرق ریزی اور محنت سے پروفیسر ریشر (RESCHER) اور ان کے رفیق ادارت پروفیسر مائیکل مارمورا نے ترتیب دیا درآں حالیکہ متن کے بعض حصے بے حد مغشوش و مشکوک تھے اور کہیں کہیں عبارت آب زدہ تھی۔ یہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا بہت بڑا کارنامہ ہے اور ادارہ بجا طور پر اس پر فخر کر سکتا ہے۔

ادارہ کا شعبۂ قانون (LAW UNIT) ایک مدت سے مصروف عمل ہے۔ اس کے ارکان میں جناب خالد محمد اسحٰق، ایڈوکیٹ، کراچی (سابق ایڈوکیٹ جنرل مغربی پاکستان) ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن (مصنف۔ مجموعۂ قوانین اسلامی) اور جناب کمال افضل فاروقی (بیرسٹر ایٹ لاء۔ مصنف اجماع اور باب اجتہاد وغیرہ) شامل تھے۔ اب اس کے واحد رکن ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن رہ گئے ہیں۔ وہ اس وقت مجموعۂ قوانینِ اسلامی کی جلد ششم پر کام کر رہے ہیں۔ یہ گرانقدر مجموعہ قوانین شرع اسلامی کی جلد ششم کے شخصی قانون PERSONAL LAW یعنی طلاق، نکاح، مہر، نان، نفقہ وغیرہ مسائل سے بحث کرتا ہے اور بہت مفید قرار دیا گیا ہے۔

ادارہ نے حال میں تاریخ و فلسفۂ سائنس کا ایک علیحدہ شعبہ (یونٹ) قائم کیا ہے۔ اس یونٹ

کے سربراہ ڈاکٹر محمد مسعود انصاری ہیں۔ جنہوں نے حال میں کراچی یونیورسٹی سے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لئے اپنا مقالہ پیش کیا ہے اور ادارہ میں ریڈر کی اسامی پر فائز ہیں۔

ادارے نے اب تک اپنے مجلّات اور کتب کی اشاعت کے ذریعہ دین اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمات انجام دی ہیں اس کا صحیح اندازہ آئندہ کا مورخ ہی لگا سکے گا۔ ادارہ نے مشاورتی کونسل کے استفسارات کے جو تحریری جوابات دیے وہ ابھی تک پردۂ خفا میں ہیں۔

ادارہ ۱۹۶۰ء تک بہادر آباد، عالمگیر روڈ (کراچی) میں رہا۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے ڈائرکٹر مقرر ہونے کے بعد یہ ۱۹۶۰ء کے اواخر میں سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی، ڈرگ روڈ کے ایک وسیع مکان میں منتقل ہوگیا۔ چونکہ ادارہ کے عملہ اور کتب خانہ میں برابر اضافہ ہو رہا تھا۔ موجودہ مکانیت ضرورت سے کہیں کم ثابت ہوئی۔ لہذا ادارہ فاران ہاؤسنگ سوسائٹی میں حیدر علی روڈ اور عالمگیر روڈ کے اتصال پر واقع ایک دو منزلہ وسیع و عریض عالی شان مکان میں منتقل ہوگیا۔ اس نئی جگہ منتقل ہونے کے بعد ڈاکٹر قریشی کی تجویز پر ادارہ میں باقاعدہ ہفتہ وار سیمنار منعقد کئے جانے لگے جن میں مختلف موضوعات پر سیر حاصل گفتگو اور مذاکرہ ہوتا جس میں پوری آزادی کے ساتھ تحقیقاتی عملہ کے ارکان حصّہ لیتے اور جونیر اسکالروں کی خاص طور پر حوصلہ افزائی کی جاتی۔ ادارہ کے سہ ماہی مجلہ اسلامک اسٹڈیز کا اجراء بھی اسی مکان میں عمل میں آیا۔ اس سے قبل مرحوم فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان نے ادارہ کا معائنہ کیا تھا اور تحقیقاتی عملہ سے خطاب کیا تھا۔ وہ پہلے صدر تھے جو ادارہ کا معائنہ کرنے اور عملہ سے ملاقات کے لئے آئے۔

۱۹۶۶ء میں وزارت قانون کے پیہم اصرار پر انتظامی سہولت کے پیش نظر ادارہ کا صدر مقام کراچی سے تبدیل کر کے اسلام آباد مقرر کیا گیا اور مئی ۱۹۶۶ء میں ادارہ پاکستان کے نئے دار الحکومت میں منتقل ہوگیا۔ اسلام آباد ہی میں ادارہ کا اپنا مطبع قائم ہوا جس میں عربی، فارسی، اردو، انگریزی ٹائپ کی سہولتیں موجود ہیں۔ ادارہ کی جملہ مطبوعات اب اسی پریس سے شائع ہوتی ہیں۔ اس مطبع کے قیام کے لئے ایشیا فاؤنڈیشن نے گرانقدر مالی اور فنی امداد مہیا کی۔

جہاں تک انتظامی امور کا تعلق ہے آغازِ کار میں اس ادارہ کا انسلاک وزارتِ تعلیمات سے

تھا۔ لعد میں قانون سازی میں اسلامی نقطۂ نظر سے مشورہ دینے کی غرض سے اس کا تعلق وزارتِ قانون سے کر دیا گیا۔ موجودہ حکومت کے دَور میں اس کا تعلق پہلے حسبِ سابق وزارتِ قانون سے رہا اور آجکل اس کا تعلق وزارت مذہبی امور سے ہے، اور عزت مآب مولانا کوثر نیازی بحیثیت وزیر مذہبی امور اس ادارہ کی مجلسِ نظماء کے صدر نشین ہیں۔

اس کے سب سے پہلے ڈائرکٹر ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے جانے کے بعد اس کی عنانِ ادارت ڈاکٹر فضل الرحمٰن (مصنف کتب عدیدہ) کے حوالہ کی گئی۔ ان کے مستعفی ہو جانے کے بعد ۱۹۶۸ء میں نگران پروفیسر کی حیثیت سے ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی نے چارج سنبھالا۔ کچھ مدت کے بعد ڈائرکٹر کے فرائض انہیں سونپ دیئے گئے اور کئی سال تک وہ اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ان کے بعد ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا ڈائرکٹر مقرر ہوئے۔ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۷۵ء کو ان کے رخصت ہونے کے بعد جناب زاہد ملک، جوائنٹ سیکرٹری، وزارت مذہبی امور حکومتِ پاکستان کو نگرانِ کار اور ڈائرکٹر مقرر کیا گیا۔ تاحال موصوف ہی ادارہ کا انتظام بحسن و خوبی چلا رہے ہیں۔

ادارہ کی تاسیس سے لے کر اب تک جو فاضل ادارے سے وابستہ رہ کر الگ ہو چکے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ پروفیسر عبدالعزیز میمن (مقیم کراچی) ۲۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی (مقیم کراچی)
۳۔ ڈاکٹر فضل الرحمٰن (شکاگو یونیورسٹی) ۴۔ ڈاکٹر اسمٰعیل فاروقی (ٹمپل یونیورسٹی)
۵۔ ڈاکٹر منظور الدّین احمد (کراچی یونیورسٹی) ۶۔ ڈاکٹر محمد عمر چھاپڑا (سعودی عرب)
۷۔ ڈاکٹر شمیم اختر (رکن اسلامی مشاورتی کونسل، کراچی یونیورسٹی)
۸۔ ڈاکٹر محمد رشید فیروز (مقیم کراچی) ۹۔ پروفیسر قمر الدین خاں (مقیم کراچی)
۱۰) پروفیسر قدرت اللہ فاطمی (مقیم اسلام آباد) ۱۱۔ ڈاکٹر رفیق احمد (حال البو۔ کراچی)
۱۲۔ ڈاکٹر ظفر اسحاق انصاری (ظہران۔ سعودی عرب) ۱۳۔ پروفیسر ابوالقاسم محمد الانصاری (کراچی یونیورسٹی)
۱۴۔ ڈاکٹر امتیاز احمد (کراچی یونیورسٹی) ۱۵۔ مولوی محمد طٰسین صاحب (مقیم کراچی)

۱۶۔ مولوی محمد عمر عثمانی (مقیم کراچی)
۱۷۔ مولوی نسیم الدین ولی اللہی (مقیم کراچی)
۱۸۔ مسٹر عبدالحکیم (حال پاکستان نیوی)
۱۹۔ ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی (اسلام آباد)
۲۰۔ ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا (حیدر آباد)
۲۱۔ ڈاکٹر محمد طفیل قریشی (اسلام آباد)
۲۲۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن شاہ ولی (پیپلز یونیورسٹی اسلام آباد)
۲۳۔ جناب محمد اسلم صدیقی (راولپنڈی)
۲۴۔ ڈاکٹر محسن مہدی (شکاگو یونیورسٹی)
۲۵۔ ڈاکٹر عبدالحق (بنگلہ دیش)
۲۶۔ ڈاکٹر محمد ہدایت اللہ
۲۷۔ غلام سرور (بنگلہ دیش)
۲۸۔ جناب عطاء حسین (سعودی عرب)
۲۹۔ شرف الدین (بنگلہ دیش)
۳۰۔ ڈاکٹر نسیم جاوید (کراچی)
۳۱۔ محمد یوسف گورایہ (علماء اکاڈیمی، لاہور)
۳۲۔ ابوسعید بزمی انصاری (رکن مجلس منتظمہ، دائرۃ المعارف الاسلامیہ، طبع لائیڈن)

اس وقت ادارہ کے عملہ میں جو فضلاء دادِ تحقیق دے رہے ہیں، ان کے نام یہ ہیں :۔

۱۔ پروفیسر محمد مظہر الدین صدیقی (پروفیسر)
۲۔ ڈاکٹر علی رضا نقوی (ریڈر)
۳۔ مولوی عبدالرحمٰن طاہر سورتی (ریڈر)
۴۔ ڈاکٹر مولوی احمد حسن (ریڈر)
۵۔ ڈاکٹر محمد خالد مسعود (ریڈر)
۶۔ ڈاکٹر ضیاء الدین احمد (ریڈر)
۷۔ ڈاکٹر ضیاء الحق (ریڈر ایڈیٹر)
۸۔ ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی (ریڈر، ایڈیٹر)
۹۔ جناب محمود احمد غازی (فیلو)
۱۰۔ جناب حافظ محمد طفیل (ریسرچ فیلو)
۱۱۔ جناب محمد صدیق ارشد (فیلو)
۱۲۔ جناب احمد خاں (ڈپٹی لائبریرین)
۱۳۔ مولوی عبدالقدوس ہاشمی ندوی (مہتمم کتب خانہ)
۱۴۔ محمد سعود (ریڈر)
۱۵۔ جناب فضل احمد شمسی (ریسرچ فیلو)
۱۶۔ غلام مرتضیٰ آزاد (فیلو)
۱۷۔ جناب سعید احمد (فیلو)
۱۸۔ جناب ساجد الرحمٰن (فیلو)
۱۹۔ جناب فضل احمد مغل (فیلو)
۲۰۔ جناب عبدالعزیز نورانی (فیلو)
۲۱۔ جناب مفتی رفیع اللہ (انوسٹیگیٹر)
۲۲۔ عبدالرحیم اشرف بلوچ (انوسٹیگیٹر)

جو مشاہیر اور فضلاء عصر گاہے بگاہے ادارہ میں تشریف لائے اور اپنے خیالات و افکار سے تقاریر

کے ذریعہ ادارہ کے عملہ کو مستفید فرمایا، ارکان ادارہ سے تبادلۂ خیال کیا، ان میں مندرجہ ذیل کے اسماء گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں:-

۱۔ مفتیٔ اعظم فلسطین وصدر المؤتمر العالم الاسلامی سید محمّد امین الحسینی مرحوم ومغفور۔

۲۔ شیخ عبداللہ الذیم الجسر، فقیہہ اعظم ومفتیٔ لبنان۔

۳۔ چودھری محمد علی سابق وزیر اعظم پاکستان۔ ۴۔ فیلڈ مارشل محمّد ایوب خان مرحوم سابق صدر پاکستان۔

۵۔ جسٹس اے۔ آر۔ کارنیلیس سابق چیف جسٹس آف پاکستان۔

۶۔ مسٹر فضل القادر چودھری مرحوم سابق وزیر تعلیم پاکستان۔

۷۔ پروفیسر آر۔ بی۔ سارجنٹ۔ پروفیسر عربی کیمبرج یونیورسٹی۔

۸۔ پروفیسر جان۔ اے۔ بوائل۔ مترجم انگریزی تاریخ جہانکشائی۔

۹۔ ڈاکٹر محمود شلتوت۔ سابق شیخ الجامعہ الازہر، قاہرہ۔

۱۰۔ ڈاکٹر فہام، سابق شیخ الجامعہ الازہر۔ ۱۱۔ شیخ الازہر ڈاکٹر شیخ عبدالحلیم محمود۔

۱۲۔ شیخ محمد منتصر الکتانی، رکن رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ۔

۱۳۔ جناب شیخ لطفی دوغان رکن سینیٹ جمہوریہ ترکی سابق ناظم اعلیٰ امور مذہبی، ترکیہ

۱۴۔ ڈاکٹر صلاح الدّین منجد، لبنان۔ ۱۵۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (پیرس)

۱۶۔ انعام اللہ خان سیکرٹری جنرل مؤتمر عالم اسلامی۔ ۱۷۔ جناب شیخ ابوبکر محمّد جومی چیف جسٹس نائیجریا۔

۱۸۔ جناب ڈاکٹر احسان حقی (دمشق) ۱۹۔ جناب فضل الرحمٰن صاحب مرحوم (سابق وزیر تعلیم پاکستان)

۲۰۔ ڈاکٹر احمد ڈی۔ الونتو (فلپائن) ۲۱۔ جناب مولانا ظفر احمد انصاری، رکن قومی اسمبلی۔

۲۲۔ پروفیسر اے۔ بی۔ اے حلیم مرحوم، سابق شیخ الجامعہ کراچی۔

۲۳۔ پروفیسر ولفریڈ کینٹ ویل اسمتھ (مصنف کتب عدیدہ)

۲۴۔ پروفیسر محسن مہدی (شکاگو یونیورسٹی) ۲۵۔ مولانا کوثر نیازی۔ وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان

۲۶۔ پروفیسر منٹگمری واٹ (ایڈنبرا یونیورسٹی) ۲۷۔ پروفیسر سی۔ ایف۔ بکنگھم (پروفیسر اسلامیات۔ لندن یونیورسٹی)

۲۸۔ مولانا محمد یوسف بنوری (شیخ الحدیث۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، نیو ٹاؤن کراچی۔

۲۹۔جناب سیّد محمد ظفر (سابق وزیر قانون۔حکومتِ پاکستان۔)

۳۰۔ پروفیسر جان یومین (میلبورن یونیورسٹی۔ مدیر "عنبر نہرین")

۳۱۔ پروفیسر بدیع الزماں فروزانفر (ایران) ۳۲۔ ڈاکٹر لوئی گاردے (پیرس)

۳۳۔ الاب جارج قناوتی (دمشق۔ پیرس یونیورسٹی)

ادارہ کا مالیاتی بجٹ منظور کرنے، انتظامی امور طے کرنے اور پالیسی کی تشکیل نیز عملہ کا تقرر وغیرہ کے لئے ایک بورڈ آف گورنرز ہے۔جس کے صدر متعلقہ وزیر باعتبار عہدہ ہوتے ہیں۔ ارکان میں مشاہیر علماء، فضلاء، قانون دان، ماہرین اقتصادیات، ماہرین تعلیم وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ان ارکان میں جسٹس ایس۔ اے۔ رحمٰن، مولانا احتشام الحق تھانوی، ڈاکٹر معظم حسین، ممتاز حسن مرحوم، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، علامہ علاؤالدین صدیقی وغیرہ خدمات انجام دے چکے ہیں۔ آجکل اس بورڈ کے ارکان مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ ڈاکٹر محمد اجمل، سیکرٹری وزارتِ تعلیم اسلام آباد۔ ۲۔پروفیسر کرار حسین، وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی، کوئٹہ

۳۔ شیخ محمد سعید، ڈائرکٹر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر، لاہور۔

۴۔ پروفیسر احمد محمد قاضی، پرنسپل سندھ لاء کالج، حیدرآباد

۵۔ مولانا حافظ عبدالقدوس، سابق صدر شعبہ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی۔

۶۔ ڈاکٹر سید محمد عبداللہ۔ دائرۂ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۷۔ مولانا جعفر شاہ پھلواروی، معرفت انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر، لاہور۔

۸۔ ڈاکٹر ایم معز الدّین، ڈائرکٹر اقبال اکیڈمی، لاہور۔

ادارہ نے اپنی شائع کردہ عربی، انگریزی اور اردو کتب کے علاوہ اپنے مجلات، اسلامک سٹڈیز فکر و نظر اور الدراسات الاسلامیہ (عربی) کے ذریعہ اسلامی تعلیمات، تہذیب و تمدن اور ثقافت و تاریخ میں جدید رجحانات و میلانات اور عصری تقاضوں کے تحت جو تحقیقی اور علمی کام انجام دیا ہے اس کی صحیح قدر و قیمت اور افادیت کا اندازہ آئندہ کا مورخ بہتر طور پر لگا سکے گا۔ سر دست ادارہ کی تاریخ اور اس کی سرگرمیوں کا ایک اجمالی تعارف اس مقالہ میں پیش کیا گیا ہے۔ وما توفیقی الّا باللہ۔